وصال کے بعد انبیائے کرام و اولیائے عظام مدد و حاجت روائی کرسکتے ہیں؟

دارُالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:FAM-552 تاریخ:28-09-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا انبیائے کرام اور اولیائے عظام اپنے وصال ظاہری کے بعد قبروں کے اندر رہتے ہوئے دنیاوالوں کی مدد و حاجت روائی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ برائے کرم قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کے حوالوں کے ساتھ جواب عطا فرمادیجیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اللہ تعالی کے پیارے اور مقبول بندے جس طرح دنیاوی زندگی میں اپنے مدد طلب کرنے والوں کی مدد فرماتے ہیں، اسی طرح وصال ظاہری کے بعد بھی اللہ عزوجل کی عطا اور قدرت سے اپنی قبروں میں تشریف فرما ہو کر دنیا والوں کی امداد اور حاجت روائی کرسکتے ہیں، اُن کے تصرفات اور مدد طلب کرنے والوں کی امداد کا سلسلہ بعدِ وصال بھی جاری و ساری رہتا ہے، کیونکہ رب العزت عزوجل کے جس قرب کے باعث انہیں دنیاوی زندگی میں یہ عظیم طاقت و قدرتیں عطا کی جاتی ہیں، تو اُس قرب و منزلت کا سلسلہ بعدِ وفات بھی باقی رہتا ہے، بلکہ ظاہری زندگی کے مقابلے میں اِس قرب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہاں ذیل میں قرآن کریم، احادیث طیبہ اور علمائے کرام کے اقوال سے چند دلائل پیش کیے جارہے ہیں جو کہ اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ اللہ عزوجل کے مقبول بندے اپنے وصال ظاہری کے بعد بھی مدد طلب کرنے والوں کی مدد فرماتے ہیں اور ان کی حاجات پوری کرتے ہیں۔

آیت مبارکہ سے دلیل:

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴾ ترجمہ کنز العرفان:"اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو اے حبیب! تمہاری بارگاہ میں حاضر ہو جاتے، پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (بھی) ان کی مغفرت کی دعا فرماتے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان پاتے۔" (پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 64)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت و مدد سے توبہ قبول ہوتی اور مغفرت کی خیرات ملتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مدد ظاہری زندگی سے خاص نہیں، بلکہ قیامت تک کے لیے یہ حکم ہے، یعنی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی یہی حکم ہے کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں بذات خود حاضر ہو کر یا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تصور جما کر آپ کی طرف متوجہ ہوں اور شفاعت کی بھیک مانگیں اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کی شفاعت فرمائیں۔ اسی ضمن میں ایک واقعہ ملاحظہ ہو:

چنانچہ تفسیر ثعلبی و تفسیر قرطبی میں مذکورہ آیتِ مبارکہ کے تحت ہے: واللفظ للقرطبی:"عن علي قال: قدم علينا أعرابي بعد ما دفنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بثلاثة أيام، فرمى بنفسه على قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم وحثا على رأسه من ترابه، فقال: قلت يا رسول الله فسمعنا قولك، ووعيت عن الله فوعينا عنك، وكان فيما أنزل الله عليك ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ﴾ الآية، وقد ظلمت نفسي وجئتك تستغفر لي، فنودي من القبر إنه قد غفر لك" ترجمہ: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تدفین کے تین دن بعد ایک اعرابی مزار اقدس پر حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر انور سے لپٹ گیا اور اس کی خاک اپنے سر پر ڈالنے لگا، پھر اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم نے آپ کا قول مبارک سنا اور جو آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یاد کیا، وہ ہم نے آپ سے یاد کیا اور جو آپ پر نازل ہوا، اس میں یہ فرمان ہے:﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا

﴿اَنْفُسَهُمْ۔۔۔الایۃ﴾ یعنی اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں۔۔الخ اور تحقیق میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لیے استغفار فرمائیں، تو قبر انور سے آواز آئی کہ بیشک تجھے بخش دیا گیا ہے۔ (تفسیر قرطبی، جلد5، صفحہ266، دار الکتب المصریہ، قاھرہ)

مذکورہ بالا آیت کریمہ کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے: "اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ مسئلہ: اللہ تعالی کی بارگاہ میں عرضِ حاجت کے لیے اُس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔ مسئلہ: قبر پر حاجت کے لیے جانا بھی ﴿جَآءُوْكَ﴾ میں داخل اور خیرُ القرون کا معمول ہے۔ مسئلہ: بعد وفات مقبولانِ حق کو (یا) کے ساتھ ندا کرنا، جائز ہے۔ مسئلہ: مقبولانِ حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔" (تفسیر خزائن العرفان، صفحہ173، مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

احادیث طیبہ سے دلیل:

معراج کے واقعے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلے سے امتِ محمدیہ کے لیے نمازوں کی کمی کا واقعہ تو بہت مشہور ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رب تعالی کی طرف سے پچاس نمازوں کا تحفہ لے کر واپس تشریف لا رہے تھے، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ آپ کی امت پچاس نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی، لہٰذا آپ رب تعالی کی طرف واپس جائیے اور اپنی امت کے لیے نمازوں میں کمی کا سوال فرمائیے، جس کی بنا پر پچاس نمازیں کم ہوتے ہوتے پانچ میں تبدیل ہو گئی تھیں، اور یوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے تین ہزار سال بعد امت محمدیہ کی مدد فرمائی۔

چنانچہ صحیح بخاری میں معراج کی ایک طویل حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ثم فرضت علي الصلوات خمسين صلاة كل يوم، فرجعت فمررت على موسى، فقال: بما أمرت؟ قال: أمرت بخمسين صلاة كل يوم، قال: إن أمتك لا تستطيع خمسين صلاة كل يوم، وإني والله قد جربت الناس قبلك، وعالجت بني إسرائيل أشد المعالجة، فارجع إلى ربك فاسأله

التخفيف لأمتك، فرجعت فوضع عني عشرا، فرجعت إلى موسى فقال مثله، فرجعت فوضع عني عشرا، فرجعت إلى موسى فقال مثله، فرجعت فوضع عني عشرا، فرجعت إلى موسى فقال مثله، فرجعت فأمرت بعشر صلوات كل يوم، فرجعت فقال مثله، فرجعت فأمرت بخمس صلوات كل يوم ، فرجعت إلى موسى، فقال: بم أمرت؟ قلت: أمرت بخمس صلوات كل يوم، قال: إن أمتك لا تستطيع خمس صلوات كل يوم، وإني قد جربت الناس قبلك وعالجت بني إسرائيل أشد المعالجة، فارجع إلى ربك فاسأله التخفيف لأمتك، قال: سألت ربي حتى استحييت، ولكني أرضى وأسلم، قال: فلما جاوزت نادى مناد: أمضيت فريضتي، وخففت عن عبادي "ترجمہ: پھر مجھ پر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں، پھر میں واپس ہوا، تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا ہر دن پچاس نمازوں کا، تو انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھے گی، اللہ کی قسم میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کی اور بنی اسرائیل کو توخوب آزمایا، لہذا آپ اپنے رب کی طرف لوٹیے اور اس سے اپنی امت کے لیے آسانی مانگیئے، چنانچہ میں واپس ہوا، تو اس نے مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں، پھر میں جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا، تو انہوں نے پھر وہی کہا، میں پھر رب کی طرف لوٹا اس نے مجھ سے دس معاف فرمادیں، میں پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا، انہوں نے پھر وہی کہا، میں پھر لوٹا اس نے مجھ سے دس اور معاف فرمادیں، میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا، میں پھر لوٹا تو مجھے دس نمازوں کا حکم دیا گیا، میں پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا، تو انہوں نے پھر وہی کہا، میں پھر لوٹا تو مجھے پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ، میں پھر جناب موسی علیہ السلام کی طرف لوٹا، تو انہوں نے کہا کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا ہر دن پانچ نمازیں، انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پانچ نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی، میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کرلی ہے اور بنی اسرائیل کو تو میں نے اچھی طرح آزمالیا ہے، آپ پھر اپنے رب کی طرف لوٹیے آپ اس سے اپنی امت کے لیے کمی کا سوال کریں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اتنے سوال کرلیے کہ اب حیا آتی ہے، لیکن میں راضی ہوں تسلیم کرتا ہوں، فرمایا کہ پھر میں جب آگے بڑھا تو پکارنے والے نے پکارا کہ میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے

بندوں سے تخفیف کر دی۔

(صحیح البخاری، جلد5، باب المعراج، صفحہ52، رقم الحدیث 3887، دار طوق النجاۃ)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: ”خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رؤف رحیم ہیں، مگر امت محمدیہ پر رحم آیا جلال والے نبی موسیٰ علیہ السلام کو، آخر یہ کیوں؟ اس کی چند وجہیں ہیں: ایک یہ کہ رب چاہتا تھا کہ دکھادیا جاوے کہ اللہ کے مقبول بندے بعد وفات لوگوں کی مدد کرسکتے ہیں، دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے تین ہزار سال بعد مسلمانوں کی مدد یہ کی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں۔ دوسرے یہ کہ بتادیا جاوے کہ اللہ تعالیٰ جسے دیتا ہے اپنے مقبولوں کے ذریعہ وسیلہ سے دیتا ہے، رب نے یہ رعایت دی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کردیں، مگر موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے۔۔۔(واضح رہے کہ) یہاں دس دس نمازوں کی معافی کا ذکر ہے، دوسری روایت میں ہے کہ رب نے آدھی نمازیں معاف کردیں، ایک اور روایت میں ہے کہ پانچ پانچ نمازیں معاف فرمائیں یہ آخری روایت مفصل ہے باقی دونوں روایتیں مجمل ہیں یعنی چند بار میں آدھی نمازیں معاف ہوئیں یا دوبار میں دس نمازیں معاف فرمائیں۔ تفصیل یہ ہے کہ پانچ پانچ نمازیں معاف ہوئیں۔“ **(مرآۃ المناجیح، جلد8، صفحہ138، نعیمی کتب خانہ، گجرات)**

یونہی ایک حدیث مبارک ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب قحط پڑا، تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر انور پر حاضر ہوئے اور بارش سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مدد طلب فرمائی، اس پر حضور علیہ الصلوۃ و السلام ان کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ عمر کے پاس جاؤ، اور اُسے میرا اسلام کہو اور ان سے کہو کہ وہ بارش سے سیراب ہوں گے۔

چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ کی حدیث مبارک ہے: ”أصاب الناس قحط في زمن عمر فجاء رجل إلى قبر النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله استسق لأمتك فإنهم قد هلكوا فأتى الرجل في المنام فقيل له: ائت عمر فأقرئه السلام وأخبره أنكم انكم مستقيون و قل له: عليك الكيس! عليك الكيس! فأتى عمر فأخبره فبكى عمر ثم قال: يارب لا آلو إلا ما عجزت عنه“ ترجمہ: حضرت سیدنا عمر رضی

اللہ عنہ کے دور مبارک میں قحط پڑ گیا، تو ایک شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے پانی طلب فرمائیے کہ وہ ہلاک ہو رہے ہیں، تو نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: عمر کے پاس جاؤ، اسے میرا سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ تم بارش سے سیراب کیے جاؤ گے اور عمر سے کہنا کہ (مزید) دانشمندی اختیار کرو، دانشمندی اختیار کرو۔ پس وہ شخص حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اپنے خواب کے بارے میں بتایا، تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض گزار ہوئے کہ اے میرے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا، مگر جس سے عاجز آ جاؤں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 356، رقم الحدیث 32002، مطبوعہ ریاض)

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بعد وصال چند بزرگوں نے اپنی بھوک اور فاقہ سے متعلق عرضی پیش کی، جس پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کی حاجت روائی فرمائی اور ایک شخص کے خواب میں تشریف لا کر ان تک کھانا پہنچانے کا حکم فرمایا۔

چنانچہ امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”تذکرۃ الحفاظ“ میں لکھتے ہیں: ”روي عن أبي بكر بن أبي علي قال: كان ابن المقرئ يقول: كنت أنا والطبراني وأبو الشيخ بالمدينة فضاق بنا الوقت فواصلنا ذلك اليوم، فلما كان وقت العشاء حضرت القبر وقلت: يا رسول الله الجوع، فقال لي الطبراني: اجلس فإما أن يكون الرزق أو الموت، فقمت أنا وأبو الشيخ فحضر الباب علوي ففتحنا له فإذا معه غلامان بقفتين فيهما شيء كثير وقال: شكوتموني إلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم رأيته في النوم فأمرني بحمل شيء إليكم“ ترجمہ: ابو بکر بن ابو علی سے مروی ہے، فرمایا کہ ابن مقری فرماتے تھے کہ میں اور امام طبرانی اور ابو الشیخ مدینہ منورہ میں رہتے تھے، ہم پر وقت تنگ ہو گیا (یعنی ہم تنگدستی کا شکار ہو گئے، کھانے کے لیے کچھ نہیں تھا)، تو ہم نے بغیر کچھ کھائے پیئے ہی روزہ رکھ لیا، جب عشا کا وقت ہوا، تو ہم حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہو گئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، ہم بھوک سے بے تاب ہیں، پھر امام طبرانی نے مجھ (ابن مقری) سے کہا کہ یہاں بیٹھ جاؤ، اب یا تو یہاں سے کھانا ملے گا یا پھر اسی در پر موت آ جائے گی، بہر حال میں اور ابو الشیخ دونوں وہاں سے کھڑے

ہو گئے (اور اپنی قیام گاہ پر آ گئے) اتنے میں ایک علوی شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو ہم نے دروازہ کھولا، کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ دو غلام، دو ٹوکروں کے ساتھ موجود ہیں، جس میں بہت سی چیزیں ہیں، اس علوی نے کہا کہ آپ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی بھوک سے متعلق شکایت کی تھی، تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں دیدار کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آپ کے پاس کھانے کی کچھ چیزیں لانے کا حکم دیا (جسے لے کر میں آپ کے پاس حاضر ہو گیا ہوں۔)

(تذکرۃ الحفاظ، جلد3، صفحہ121، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اقوالِ علماء سے دلیل:

اولیائے کرام کے تصرفات زندگی کی طرح بعدِ وفات بھی بدستور باقی رہتے ہیں، اور جس طرح یہ حضرات اپنی زندگی میں مخلوقِ خدا کی امداد فرماتے ہیں، اسی طرح بعدِ وفات بھی حاجت روائی فرماتے ہیں، چنانچہ امام شیخ الاسلام شہاب رَملی انصاری علیہ رحمۃ اللہ الباری کے فتاویٰ میں ہے: "سئل عما يقع من العامة من قولهم عند الشدائد يا شيخ فلان يا رسول اللہ ونحو ذلک من الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والعلماء والصالحين فهل ذلك جائز أم لا؟ وهل للمشائخ اغاثة بعد موتهم ام لا؟ فاجاب بأن الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والاولياء والعلماء والصالحين جائزة وللرسل وللانبياء والاولياء والصالحين اغاثة بعد موتهم لأن معجزة الأنبياء و كرامات الأولياء لا تنقطع بموتهم" **ترجمہ: ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیا و مرسلین و اولیا و صالحین سے فریاد کرتے اور یا شیخ فلاں (یا رسولَ اللہ، یا علی، یا شیخ عبد القادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات کہتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و مرسلین و اولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعدِ انتقال بھی امداد فرماتے ہیں، کیونکہ انبیائے کرام کے معجزات اور اولیائے کرام کی کرامات، ان کی وفات سے منقطع یعنی ختم نہیں ہوتیں۔**

(فتاوئ رملی، جلد4، صفحہ382، المکتبۃ الإسلامیہ)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے فتاوی رضویہ میں اس موضوع پر متعدد بزرگانِ دین کے اقوال نقل فرمائے ہیں: "امام ابن الحاج مدخل میں، امام ابو عبد اللہ بن نعمان کی

کتاب ”مستطاب سفینۃ النجاء لاھل الالتجاء فی کرامات الشیخ ابی النجاء“ سے ناقل: ”تحقق لذوی البصائر والاعتباران زیارۃ قبور الصالحین محبوبۃ لاجل التبرک مع الاعتبار فان برکۃ الصالحین جاریۃ بعد مماتھم کما کانت فی حیاتھم“ اہل بصیرت واعتبار کے نزدیک محقق ہو چکا ہے کہ قبور صالحین بغرض تحصیل برکت وعبرت محبوب ہے کہ ان کی برکتیں جیسے زندگی میں جاری تھیں بعدِ وصال بھی جاری ہیں۔

جامع البرکات میں ارشاد فرمایا: ”اولیاء را کرامات وتصرفات در اکوان حاصل است وآن نیست مگر ارواحِ ایشان را چون ارواح باقی است بعد از ممات نیز باشد“ اولیاء کو کائنات میں کرامات وتصرفات کی قوت حاصل ہے اور یہ قوت ان کی روحوں کو ہی ملتی ہے، تو روحیں جب بعد وفات بھی باقی رہتی ہیں، تو یہ قوت بھی باقی رہتی ہے۔

کشف الغطاء میں ہے: ”ارواح کمل کہ درحینِ حیات ایشاں بہ سبب قرب مکانت ومنزلت از رب العزت کرامات وتصرفات وامداد داشتند بعد از ممات چوں بہماں قرب باقیند نیز تصرفات دارند چنانچہ درحین تعلق بجسد داشتند یا بیشتر ازاں“ کاملین کی روحیں ان کی زندگی میں رب العزت سے قرب مرتبت کے باعث کرامات وتصرفات اور حاجتمندوں کی امداد فرمایا کرتی تھیں، بعدِ وفات جب وہ ارواح شریفہ اسی قرب واعزاز کے ساتھ باقی ہیں، تو اب بھی ان کے تصرفات ویسے ہی ہوتے ہیں جیسے جسم سے دنیاوی تعلق کے تھے یا اس سے بھی زیادہ۔

شرح مشکوٰۃ میں فرمایا: ”یکے از مشائخ عظام (عہ ۱) گفتہ است دیدم چہار کس را از مشائخ تصرف می کنند درقبور خود مانند تصرفہائے شاں درحیات خود یا بیشتر شیخ معروف و عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہما و دو کس (عہ ۲) دیگر راز اولیاء شمُردہ ومقصود حصر نیست آنچہ خود دیدہ ویافتہ است“ ایک عظیم بزرگ فرماتے ہیں: میں نے مشائخ میں سے چار حضرات کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں رہ کر بھی ویسے ہی تصرف فرماتے ہیں جیسے حیات دنیا کے وقت فرماتے تھے یا اس سے بھی زیادہ (۱) شیخ معروف کرخی (۲) سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اور دو اولیاء اور کو شمار کیا (شیخ عقیل منجبی بسمہی اور شیخ حیاۃ ابن قیس حرانی رحمہما اللہ تعالیٰ) ان کا مقصد حصر نہیں، بلکہ

خود جو دیکھا اور مشاہدہ فرمایا وہ بیان کیا۔

اشعۃ میں فرمایا: "سیدی احمد بن زروق کہ از عاظم فقہاء وعلماء ومشائخ دیار مغرب است گفت روزے شیخ ابو العباس حضرم از من پرسید امدادِ حی قوی ست یا امداد میّت قوی ست من گفتم قوی می گویند کہ امداد حی قوی تر است ومن می گویم کہ امداد میّت قوی تر است پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وی دربساط است ودر حضرت اوست (قال) ونقل دریں معنی ازیں طائفہ بیشتر ازان ست کہ حصر و احصار کردہ شود یافتہ نمی شود در کتاب و سنت اقوالِ سلف صالح چیزے کہ منافی ومخالف ایں باشد ورد کند ایں را الخ" **سیدی احمد بن زروق جو دیارِ مغرب کے عظیم ترین فقہاء اور علماء ومشائخ سے ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک دن شیخ ابو العباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا زندہ کی امداد قوی ہے یا وفات یافتہ کی؟ میں نے کہا کچھ لوگ زندہ کی امداد زیادہ قوی بتاتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وفات یافتہ کی امداد زیادہ قوی ہے۔ اسی پر شیخ نے فرمایا: ہاں! اس لیے کہ وہ حق کے دربار اور اس کی بارگاہ میں حاضر ہے (فرمایا) اس مضمون کا کلام ان بزرگوں سے اتنا زیادہ منقول ہے کہ حد وشمار سے باہر ہے اور کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اقوال میں ایسی کوئی بات موجود نہیں جو اس کے منافی ومخالف اور اسے رد کرنے والی ہو۔"** **(فتاوی رضویہ، جلد9، صفحہ767،774، رضافاؤنڈیشن، لاھور)**

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

23ربیع الاول1446ھ/28ستمبر2024ء

الـمُفتی دارالافتاء اھلسنت darulifta@dawateislami.net

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے